سوال

(83) آیہ کریمہ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ کی تفسیر

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اس کا حکم جو اپنے مریدوں کو اپنے لئے سجدہ کا حکم کرے

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی :- اما بعد

فہذہ نبذة من ادلة الکتاب والسنة واقوال اہل العم فی مسئلة عدل اللہ وحکمتہ وتسطہ وتنزیہہ تعالی عن الظلم والجور-قال ابن جریر الطبری فی تفسیرہ وہو من اجل تفاسیر اہل الاسلام تحت قولہ تعالی وما کان ربک لیہلک القری بظلم واہلہا مصلحون- یقول تعالی ذکرہ وما کان ربک یا محمد لیہلک القری التی اعلکہا التی قص علیک نبأتہا ظلما واہلہا مصلحون فی اعمالہم غیر مسیئین فیکون اہلاکہ ایاہم مع اصلاحہم فی اعمالہم وطاعتہم ربہم ظلما وقال رحمہ اللہ فی سورة ال عمران واما قولہ ذلک بما قدمت ایدیکم ای قولنا لہم یوم القیمة ذوقوا عذاب الحریق بما اسلفت ایدیکم واکتسبہا ایام حیوتکم فی الدنیا وان اللہ عدل لا یجور فیعاتب عبدالہ من غیر اسحقاق- منہ العقوبة وقال رحمہ اللہ وخلق السموت والارض بالحق للعدل لالما حسب الجاہلون باللہ من انہ یجعل من اجترح السیئات، فعصاہ وخالف امرہ کالذین امنوا وعملوا الصلحت فی المحیا والممات اذکان ذلک

امابعد یہ ایک حصہ ہے کتاب وسنت سے اور اہل علم کے اقوال سے اللہ عزوجل کے عدل وحکمت وانصاف کے مسئلہ میں اور اس کی تنزیہ وپاکی میں ظلم وجور سے تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا- علامہ ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں جو تفاسیر اسلامیہ سے ایک اعلی درجہ کی معتبر تفسیر ہے آیہ کریمہ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں، اے محمد ﷺ تیرا رب ایسا نہیں کہ صالح بے گناہ لوگوں کو ہلاک کرے کیونکہ صالح بے گناہ بے قصور لوگوں کا ہلاک کرنا ظلم ہے (اور اللہ تعالی ظلم سے منزہ مبرا پاک ہے) اور سورہ ال عمران میں آیہ کریمہ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں قیامت کے دن اللہ عزوجل کافروں کو فرماوے گا کہ تم کو عذاب حریق میں رکھنا تمہارے اعمال کا بدلہ ہے اور اس واسطے کہ اللہ تعالی عزوجل عادل ہے ظلم نہیں کرتا اپنے بندوں کو بے قصور عذاب کرے اور آیہ کریمہ وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں، اللہ تعالی نے آسمان وزمین کو حق وعدل کے واسطے بنایا ہے نہ اس واسطے کہ مومن اور کافر

من فعل غیر اہل العدل والانصاف یقول جل ثناءہ فلم یخلق اللہ السموت والارض للظلم والجور ولکنا خلقناہما للحق والعدل ومن الحق ان نخالف بین حکم المسیئ والمحسن فی العاجل والاخر اخرج ابن جریر عن ابن عباس فی قولہ تعالی فلایخاف ظلما ولا ہضما قال لایخاف ابن ادم یوم القیمة ان یظلم فیزاد علیہ فی سیاتہ ولایظلم فیہضم من حسناتہ وبجوہ فسرہ مجاہد وقتادة والحسن یعنی

لوزادعلیہ فی سیاتہ اونقص من حسناتہ لکان ظلما واللہ تعالی منزہ عن الظلم وقال ابن کثیرفی تفسیرہ تحت قولہ فلایخاف ظلماولاھضما ای لایزادفی سیاتہم ولا ینقص من حسا تہم قالہ ابن عباس و مجاہدوالضحاک والحسن وقتادۃ وغیر واحد فالظلم الزیادۃ بان یحمل علیہ ذنب غیرہ والھضم النقص انتہی وقال تحت قولہ تعالی ام حسب الذین اجترحواالسیات ان نجعلھم کالذین امنواو عملوالصلحت سواء محیاہم ومماتہم ساء ما یحکمون ای ساء ماظنوابناوبعدلنا ان نساوی بین الابراروالفجارفی الدارالاخرۃ۔

کوحیوۃ، ممات میں برابر رکھے یہ جاہلوں کاگمان ہے کیونکہ یہ ظالم بے انصاف کاکام ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میں نے آسمان وزمین کوظلم اور بے انصافی کے واسطے نہیں بنایا بلکہ عدل وانصاف کے واسطے بنایا ہے اورعدل وانصاف سے ہے فرق کرنا درمیان نیکوکاروبدکار کے، ابن عباس سے آیہ کریمہ فَلَا یَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ابن آدم قیامت کے دن اس سے نہیں ڈرے گا کہ میرے حسنات کی کمی یا سیئات کی زیادت کا ظلم اسپر کیا جاوے گا، اور مجاہد اور قتادہؓ اور حسن نے بھی اسکے قریب قریب تفسیر کی ہے غرض کہ اگران سیئات کی زیادت یاان کے حسنات میں نقصان کیا جاوے توظلم لازم آوے گا اوراللہ عزوجل ظلم سے پاک اورمنزہ ہے، حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں آیت مذکورہ فَلَا یَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا کی تفسیر میں لکھتے ہیں سیئات کی زیادت اور حسنات میں نقصان ظلم اور ہضم ہے مومن اس ظلم ونقصان سے نہ ڈرے اوریہی تفسیر ہے ابن عباسؓ مجاہداورضحاکؒ اورحسنؒ اورقتادہؓ اوربہت مفسرین کی اورآیہ کریمہ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ میں لکھا ہے یعنی نیکوں اوربدکاروں کویکساں رکھنا مجھ پراور میری عدالت پر بدگمانی کرنی ہے،

قلت لوکان فی مساواتہم عدل لماحکم علیہ بالحکم السیی واظن السیی وقال صاحب جامع البیان تحت قولہ تعالی ذلک بماقدمت یداک وان اللہ لیس بظلام للعبید ومن العدل تعذیب المسی، واثابۃ المحسن والظالم فدیترک عقاب المسی للعصیتہ کمایترک اثابتہ المحسن وقال رحمہ اللہ فی قولہ تعالی ذلک بماقدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید اشارالی ان من عفی من ہوءلاء الذین ظلمواانفسہم وظلمواعباداللہ المومنین صارظالما کثیرالظلم بمعنی انہ وضع السیی فی غیرمحلہ للائق وبہذا نسراہل اللغۃ وماوردفی کتاب اللہ الظلم الابہذا المعنی والعفوفی موضع لاتقتضیہ الحکمۃ ظلم لامشک فیہ ولیس ہذا من الاعتزال فی شئی لخ منہ وقال رحمہ اللہ تحت قولہ تعالی ونقول ذوقوعذاب الحریق ذلک بماقدمت ایدیکم وان اللہ لیس بظلام للعبید ای عدلنا یقتضی تعذ یبکم وقال رحمہ اللہ تعالی تحت قولہ تعالی مایبدل القول لدی لاتبدیل ولاخلاف لقولی وماانا بظلام للعبید فاعذبہم بغیر جرم و

میں کہتا ہوں اگرمساوات میں بھی عدل ہوتا تو اللہ عزوجل اسلوبدگمانی اوربراحکم کیوں فرماتا اورصاحب تفسیر جامع البیان سورۃ حج میں آیہ کریمہ ذَٰلِكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں بدکارکوعذاب دینا نیکوکارکونیک بدلہ دینا عدل سے ہے، اورظالم کبھی بدکارکو بنابرعصیت سزانہیں دیاکرتا جس طرح کہ نیکوکارکواس کی نیکی پر بدلہ نہیں دیتا اورسورۃ انفال میں آیہ کریمہ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں اس میں اشارہ فرمایا ہے کہ جس نے ان ظالموں سے درگزرکیا جنہوں نےاپنے نفسوں اوراللہ تعالی کے ایماندار بندوں پر ظلم کثیرالظلم ہوگیا بایں معنی کہ اس نے غیرمحل لائق میں شئے کواستعمال کیا اورظلم کی تفسیراہل لغت یہی کرتے ہیں اورکتاب اللہ میں ظلم کالفظ بجزاس معنی کے نہیں آیا اورمعاف کرناایسے موضع میں جہاں حکمت مقتضی نہ ہوبلاریب ظلم ہے اوراس میں کچھ اعزال نہیں ہے اورآیہ کریمہ سورۃ ال عمران ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں یعنی ہماری عدالت تمہاری عذاب دینے کے مقتضی ہے اورسورۃ قمَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کی تفسیر میں لکھتے ہیں (میں اپنے بندوں پرظالم نہیں ہوں، کہ انکوبغیرجرم کے عذاب کروں اورسورۃ ال طہ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا کی تفسیر میں

قال رحمہ اللہ تعالی تحت قولہ تعالی فلایخاف ظلما بان یزادعلی سیاتہ ولاھضما بان ینقص من حسناتہ ۔وقال رحمہ اللہ تعالی ام حسب الذین اجترحواالسیات ان نجعلھم کالذین امنواو عملوالصلحت سواء محیاہم ومماتہم ساء ما یحکمون ای بئس حکمہم ہذا وخلق السموات والارض بالحق ای کیف یستوی وقد خلقھما بالحق المقتضی للعدل ولتجزی کل نفس بماکسبت خلقھما للعدل والثواب لالعبث وہم لایظلمون فاذااستوی المحسن والمسی فلایکون للعدل والجزاء ویکون المحسن مظلوما وقال تعالی افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون۔ وقال اللہ تعالی افنجعل الذین امنواو عملواالصلحت کالمفسدین۔فی الارض ام نجعل المتقین کالفجاروقال رحمہ اللہ تحت قولہ تعالی وماکان ربک لیہلک القری بظلم واہلہا مصلحون اولااہلکھم بظلم وہم مصلحون لا عمالہم فانہ سبحانہ حرم الظلم علی نفسہ وجعلہ بینکم محرما وماظلمنا ہم

لکھتے ہیں ظلم یہ ہے کہ اسکو (یعنی گنہگارکے) سیئات میں زیادت کی جاوے اورہضم یہ ہے کہ اسکی نیکیوں میں کچھ کمی کی جاوے اورآیہ کریمہ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کیا بدعمل لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ ہم ان کوایماندار اورنیک عمل والوں کی طرح

کردینگے باین طورکہ ان کے حیات اورممات یکساں ہو، یہ انکاراللہ عزوجل کے بارے میں برافتوی ہے وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ یعنی نیک اوربرے کیونکر برابرہوں کیونکہ اس نے آسمان وزمین کوایسی تدبیر درست کے ساتھ پیدا کیا ہے جووہ عدل کی مقتضی ہے، وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ یعنی دونوں کوعدل اورثواب کےلئے پیدا کیا ہے نہ عبث کے لئے وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (اوروہ ظلم نہیں کئے جائیں گے) جب نیک اوربدیکساں ہوگئے تو یہ عدل اورجزاء کےلئے نہ ہوئے اور نیکوکار مظلوم رہااللہ تعالی فرماتا ہے کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کی طرح کرتے ہیں تم کوکیا ہواکس طرح تم (یہ ناجائز) فتوی دیتے ہواور فرماتا ہے کیا ہم ایماندار صالح عمل والوں کوزمین میں فساد مچانیوالوں کی طرح کرینگے اورکیا ہم متقیو نکوفاجروں کی طرح کرینگے (ہرگزنہیں یہ میرے عدل وانصاف کے خلاف ہے) اورآیہ کریمہ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ میں لکھتے ہیں آیت کا معنی یہ ہے کہ صالحون کو اللہ عزوجل ہلاک نہیں کرتا ہے کیونکہ

ولکن ظلموا انفسھم وہذا توجیہ وجیہ لااعتزال فیہ انتہی وفی التفسیر الوجیز تحت قولہ فلایخاف ظلما بان یزاد علی سیاتہ ولاہضما بان ینقص من حسناتہ کذافسرہ ابن عباس و مجاہد والضحاک وقتادۃ وغیر واحد من السلف نقلہ المفسرون وصححہ الشیخ الناقد عماالدین ابن کثیر فی تفسیرہ ومثل ہذافی کتاب اللہ المجید فی مواضع کثیرۃ -

وقال الرازی فی تفسیرہ الکبیر تحت قولہ تعالی وخلق السموت والارض بالحق ولولم یوجد البعث لماکان ذلک بالحق بل کان بالباطل لانہ تعالی لما خلق الظالم وسلطنہ علی المظلوم الضعیف ثم لاینتقم للمظلوم من الظالم کان ظالما ولوکاکان ظالما لبطل انہ خلق السموت والارض بالحق وقال تحت قولہ تعالی فلایخاف ظلما ولاہضما والظلم ہوان یعاقب لاعلی جریمۃ اویمنع من الثواب علی الطاعۃ انتہی ہذا

اللہ عزوجل نے ظلم کواپنے اوپرحرام کیا اورتم پر بھی حرام کیا ہے اوراللہ تعالی فرماتا ہے ہم نے مجرموں کوظلما ہلاک نہیں کیا بلکہ وہ اپنے ظلم سے ہلاک ہوگئے اوریہ بہت عمدہ وجہ ہے اس میں کوئی اعتزال نہیں انتہی اورتفسیر وجیرنین آیہ کریمہ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ظلم یہ ہے کہ اس کے گناہوں میں زیادت کی جاوے اورہضم یہ کہ اس کی نیکیوں میں نقصان کیا جاوے اس طرح ابن عباسؓ مجاہدؒاورضحاکؒ اورقتادہؒ اوربہت سلف نے اس آیت کی تفسیر کی ہے اورمفسروں نے اس کی نقل کی اورعمادالدین ابن کثیر نے جو حدیث کا صراف ہے اس کی تصیح کی ہے، انتہی رازی تفسیر کبیر میں آیہ کریمہ وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ کی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں اگربعث بعدالموت نہ ہوتو آسمان وزمین کی پیدائش بالحق نہ ہوبلکہ بالباطل ہوئی کیونکہ اللہ تعالی نے جب ظالم کوپیدا کیا اورمظلول ضعیف پر مسلط کیا پھر ظالم سے مظلوم کے واسطے انتقام نہ لیا تو (عیاذاباللہ) اللہ تعالی ظالم ہوا تو آسمان وزمین کی پیدائش بالحق باطل ہوگی اورآیہ کریمہ فَلَا يَخَافُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا کی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں بے قصور کوعذاب دینا یا عمل صالحہ کا بدلہ نہ دینا ظلم ہے انتہے قرآن مجید کی تفسیر میں یہ تفسیر شیخ رازی کی مختار ہے اگرچہ اپنے اصحاب اشاعرہ کے طرف سے مخالفوں کوجواب بھی دیتا ہے اوراس قسم کی آیتیں قرآن شریف میں

الذی اختارہ الرازی فی تفسیر القران المجید وان ینقل اجوبۃ اصحابہ الاشعریۃ فی مقابلۃ المخالفین - قلت والعجب من بعض تفاسیر اہل السنتہ یاولون ہذہ الایات بان المراد فعل مالوفعلہ غیرہ لکان ظلما کما ان المراد من الابتلاء والاختیار فعل مالوفعلہ غیرہ لکان ابتلاء واختیار وہذا التاویل اقرب بالتحریف من التفسیر وفی الصیحین فقال اہل الکتابین اعطیت ہولاء قیراطین قیراطین واعطیتنا قیراطا قال اللہ ہل ظلمتکم من اجرکم من شئی قالوالاقال فہو فضلی اویتہ من اشآء وفیہافی حق الجنۃ والنار قال اللہ عزوجل لکل واحد منہما فلاہما فاما النار فلا تملی حتی یضع رب العزۃ فیہا قدمہ فتقول قط قط قط فہنالک تمتلی ویزوی بعضہا الی بعض ولایظلم اللہ عزوجل ینشئی لہا خلقا - فان اللہ عزوجل ینشئی لہا خلقا فعلم من ہذین الحدیثین ان اللہ لولم یعط اہل الکتابین قیراطہم اوینشئی لملاجہنم خلقا لکان ظلما تعالی اللہ عنہ وفی الحدیث

بکثرت موجود ہیں فہم اوربصارت درکار ہے میں کہتا ہوں کے اہل سنت کے ان بعض مفسرین سے تعجب ہے جو آیت مذکورہ کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس قسم کی آیات سے مراد یہ ہے کہ اللہ عزوجل کا ایسا کام کرنا کہ اس کے سوااگرکوئی اورایسا کرے تو ظلم ہوگا جیساکہ ابتلاوآزمائش جو منسوب الی اللہ تعالے قرآن شریف میں آتی ہے مراداس سے کرنا اس کا کام ہے اگرغیر اللہ کرے تواسکانام ابتلاوامتحان ہوگا اوریتاویل تفسیر سے تحریف کے قریب ہے صحیحین میں ہے کہ اہل کتاب جس وقت امت محمدیہ کے ثواب کی کثرت دیکھیں گے تو رب العالمین کے پاس عرض کریں گے کہ پروردگار ہمارا عمل بہت اوراجر تھوڑا اور محمدیوں کا عمل تھوڑا اوراجر ہم سے دوچند ملا اللہ تعالے فرمایگا کیا میں تم پر ظلم کیا اوراجرت مقررہ سے کم دیا کہیں گے نہیں تو اللہ عزوجل فرمایگا یہ میرا فضل ہے، جسکو چاہتا ہوں دیتا ہوں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اجرت مقررہ اگرنہ دیتا تو ظلم لازم آتا تعالی اللہ عنہ اور صحیحین میں ہے کہ جنت دوزخ کے ساتھ اللہ کا وعدہ ہے کہ دونوں کو بھروں گا جنت کے بھرنے کے واسطے اللہ عزوجل اورلوگ پیدا کریگا اوردوزخ میں اللہ عزوجل اپنا قدم رکھیگا پس دوزخ

سمٹ جاویگا اور کہے گا بس بس (میں بھر گیا یہ نہ ہوگا کہ دوزخ بھرنے کے واسطے بھی اور لوگ پیدا کرے جیسا کہ بہشت کے واسطے پیدا کئے کیونکہ بے قصور لوگوں کو

القدسی یقول اللہ عزوجل یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرما فلا تظالموا رواہ مسلم – وقال الفاضل العلامۃ حبر الامۃ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فی کتابہ منہاج السنۃ فی اجزء الاول واما المثبتون للقدر وہم جمہور الامۃ وائمتہا کالصحابۃ والتابعین لہم باحسان واہل البیت وغیرہم فہوء لاء تنازعوا فی تفسیر عدل اللہ وحکمتہ والظلم الذی یجب تنزیہہ عنہ وفی تعلیل افعالہ واحکامہ ونحو ذلک فقالت طائفۃ ان الظلم ممتنع منہ غیر مقدور وہو محال لذاتہ کالجمع بین النقیضین وان کل ممکن مقدور فلیس ہو ظلما وہولاء ہم الذین قصدوا الرد علیہم وہولاء یقولون انہ لو عذب المطیعین ونعم العصاۃ لم یکن ظلما –

وقالوا الظلم التصرف فیما لیس لہ واللہ لہ کل شئ او مخالفۃ الامر واللہ لا امر لہ

دوزخ میں ڈالنے سے ظلم لازم آتا ہے، اور اللہ عزوجل ظلم سے منزہ اور پاک ہے، اور صیح مسلم میں حدیث قدسی ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے اے میرے بندوں میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام کیا ہے اور تمھارے آپس میں بھی ظلم حرام کیا پس آپس میں ظلم نہ کرو تعجب ہے کہ جب اللہ عزوجل کے ہاں کسی صورت میں ظلم لازم نہیں آتا اگرچہ وعدہ خلافی کر کے کل انبیاء واولیاء کو ہمیشہ دوزخ میں رکھے اور سب کفار وشیاطین اور مظلموں کے خونخواروں کو ہمیشہ جنت میں رکھے پس وہ کیا چیز ہے جو کہ اللہ عزوجل نے اپنے اوپر حرام کیا ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی اپنے کتاب منہاج السنہ جلد اول ص ۳۳ میں لکھتے ہیں مثبتین قدر جو امت کے جمہور اور ائمہ امت یعنی صحابہ اور تابعین باحسان اور اہل بیت وغیرہ ہم ہیں ان لوگوں نے اللہ عزوجل کے عدل اور حکمت اور ظلم جس سے عزوجل کی تنزیہہ واجب ہے اور اللہ تعالے کے افعال اور احکام وغیرہ کے تعلیل میں اختلاف کیا ہے ایک طائفہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالی سے ظلم کو وقوع میں آنا ممتنع ہے اور اللہ تعالے اس کے کرنے پر قادر نہیں، اور جس طرح کہ جمع بین النقیتین محال لذاتہ ہے اور ہر وہ ممکن جو مقدور الہی ہو وہ ظلم نہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے منکرین قدر پر رد کرنا چاہا ہے کہتے ہیں اگر اللہ تعالے فرمانبر داروں کو عذاب کرے اور نافرمان کو انعام بخشے تو یہ ظلم نہیں ہوگا، کیونکہ ان کے نزدیک تصرف فی مال الغیر کو ہیں اور اللہ تعالی پر کو حکم کرنے والا نہیں ہے ظلم کہتے ہیں اور ہر چیز اللہ تعالی کی ہے یا حکم کی مخالفت کو ظلم بناتے، اور یہ بہت اہل کلام

وہذا قول کثیر من اہل الکلام المثبتین للقدر ومن وافقہم من الفقہاء اصحاب الائمۃ الاربعۃ وقالت طائفۃ بل الظلم مقدور ممکن واللہ سبحانہ لا یفعلہ لعدلہ ولہذا مدح نفسہ حیث اخبر انہ لا یظلم الناس شیئا والمدح انما یکون بترک المقدور علیہ لا بترک الممتنع قالو وقد قال اللہ ومن یعمل من الصالحات وہو مومن فلا یخاف ظلما ولا ہضما قالوا الظلم ان یحمل علیہ سیئات غیرہ والہضم ان یہضم حسناتہ وقد قال ذلک من انباء القری نقصہ علیک منہا قائم وحصید وما ظلمناہم ولکن ظلموا انفسہم فاخبر انہ لم یظلمہم لما اہلکہم بذنوبہم وقال تعالی وجئ بالنبیین والشہداء وقضی بینہم بالحق وہم لا یظلمون فدل علی ان القضاء بینہم بغیر القسط ظلم واللہ منزہ عنہ – وقال تعالی ونضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئا ای تنقص من حسناتہا فلا تعاقب

مثبتین للقدر کا قول ہے اور جو موافق ہوا ان کے بعض فقہا سے جو ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے اصحاب ہیں اور ایک طائفہ نے کہا ظلم پر اللہ تعالی قادر ہے اور وہ ممکنات سے ہے اور اللہ سبحانہ وتعالی بسبب عدل اپنے کے ظلم نہیں کرتا اس واسطے اپنے نفس کی تعریف کرتے ہوئے اخبار فرمایا کہ وہ (اللہ تعالی) ذرہ بھر لوگوں پر ظلم نہیں کرتا اور تعریف مقدور کے ترک پر ہوتی ہے نہ ممتنع کے ترک پر کہتے ہیں، اللہ تعالے نے فرمایا جو نیک عمل کرے اس حال میں کہ وہ مومن ہو پس وہ ظلم اور نقصان سے خوف نہ کرے کہتے ہیں ظلم یہ ہے کہ اس پر غیر کی برائیاں ڈالدے اور ہضم یہ ہے کہ اس کی نیکیوں سے کچھ کم کردے اور فرمایا یہ بستیوں کی خبریں ہیں ہم تیرے آگے (اے محمدؐ) بیان کرتے ہیں بعض ان میں قائم ہیں اور بعض کٹی ہوئی ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن انہوں نے اپنی جانوں پر خود ظلم کیا سو اخبار فرمایا کہ ان کو ہلاک کرتے وقت ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ ان کو ان کے گناہوں کے سبب سے ہلاک کیا اور فرمایا انبیاء اور شہداء لائے جاویں گے اور ان میں حق کے ساتھ فیصلہ کیا جاوے گا اور ان پر کوئی ظلم نہ ہوگا پس اس سے بر طریق دلالت معلوم ہوگیا کہ فیصلہ بین العباد بغیر عدل وانصاف کے ظلم ہے اور اللہ سبحانہ وتعالے اس سے پاک ہے اور اللہ تعالے فرماتا ہے اور ہم انصاف کے ترازو کو قیامت کے دن رکھ لیں گے پس کسی نفس پر ذرہ بھر ظلم نہ ہوگا یعنی اس کی نیکیوں سے کچھ بھی کم نہ کیا جاوے گا اور نہ بغیر برائیوں کے عذاب کیا جاویگا اس نے بر طریق دلالت بتا دیا کہ یہ

بغیر سیئاتہا فدل علی ان ذلک ظلم تنزہ اللہ عنہ –

وقال تعالی لا تختصموا لدی وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل القول لدی وما انا بظلام للعبید وانما نزہ نفسہ عن امر یقدر علیہ لا عن الممتنع لنفسہ ومثل ہذا فی القران فی غیر موضع مما یبین ان اللہ

ینتصف من العباد ویقضی بینهم بالعدل وان القضاء بینهم بغیر العدل لظلم یتنزہ اللہ عنہ وانہ لایحمل علی احد ذنب غیرہ وقد قال تعالی وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ فَإِنَّ ذٰلِكَ یتنزہ اللّٰہ عَنہُ بل لِكُلِّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ وقد ثبت فی الصحیح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی یقول یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرما فلا تظالموافقد حرم علی نفسہ الظلم کما کتب علی نفسہ الرحمۃ فی قولہ تعالی كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ فی الحدیث الصحیح لما قضی اللہ الخلق کتب کتابا فھو موضوع عندہ فوق العرش ان رحمتی غلبت غضبی والامر الذی کتبہ علی نفسہ او حرمہ علی نفسہ لایکون الا المقدور لہ سبحانہ فالممتنع لنفسہ لایکتبہ علی نفسہ ولایحرمہ علی نفسہ -

ظلم ہے جس سے حق تعالی نےاپنے نفس کو منزہ اور پاک گردانا اور فرمایا، اللہ تعالی فرماویگا، مت جھگڑو میرے پاس میں تم کو آگے عذاب کے وعدے سنا سنا کے سمجھا چکا ہوں کوئی بات میرے پاس بدلائی جاتی نہیں اور میں بندوں پر ظلم کرنیوالا نہیں ہوں بات یہی ہے کہ اللہ تعالی نےاپنے نفس کوایسے امر سے منزہ فرمایا جس پر وہ قادر ہے نہ ایسے امر سے جو فی ذاتہ وہ ممتنع ہے اور اس کی مثل قرآن مجید میں کئی جگہ ہے جس میں

بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں انصاف فرماویگا اور ان میں فیصلہ عدل کے ساتھ کرے گا اور عدل کے سوا ان میں فیصلہ کرنا ظلم ہے جس سے اللہ تعالی اپنی پاکی بیان کرتا ہے اور یہ کہ وہ کسی پر غیر کے گناہ نہیں رکھے گا اور اللہ تعالی نے فرمایا اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اس سے اللہ تعالی نے اپنی پاکی بیان فرمائی ہے بلکہ ہر نفس کے لئے وہ ہے جو اس نے کمایا اور اس کے ذمے ہے جو کچھ کیا اور حدیث صیح میں نبی ﷺ سے روایت ہے اللہ تعالی فرماتا ہے اے میرے بندے میں نے ظلم کواپنے نفس پر حرام گردانا ہے اور اس کو تمہارے درمیان (بھی) حرام گردانا ہے پس تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو (اللہ تعالی نے)اپنے نفس پر ظلم کو حرام کرنا ہے چنانچہ لکھا ہےاپنے نفس پر رحم کو آیہ کریمہ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ میں حدیث صیح میں ہے جب اللہ تعالی نے مخلوق کو پیدا کیا تو

وہذا القول قول اکثر اہل السنۃ والمثبتین للقدر من اہل الحدیث والتفسیر والفقہ والتصوف والکلام من اتباع ائمۃ الاربعۃ وغیرہم -

وقال العلامۃ المذکور ایضا فی منہاج السنۃ ص 11 الجزء الثانی وقد قال اللہ تعالی أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ وہذا استفہام انکاری یقتضی الانکار علی من یحسب ذلک ویظنہ وانما یمکر علی من ظن وحسب ماہو خطاء باطل یعلم بطلانہ لا من ظن ظنا لیس یخطاء ولا باطل فعلم ان التسویۃ بین اہل الطاعۃ وبین اہل المعصیۃ مما یعلم بطلانہ وان ذلک من اظلم الشئی الذی ینزہ اللہ عنہ ومثلہ قولہ تعالی أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ وقولہ تعالی أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ وفی الجملۃ التسویۃ بین الابرار والفجار والمحسنین والظالمین واہل الطاعۃ واہل المعصیۃ حکم باطل یجب تنزیہ اللہ عنہ فانہ ینافی عدلہ وحکمتہ -

ایک کتاب میں لکھا جو اس کے پاس فوق العرش رکھی ہے کہ میری رحمت غضب پر غالب آئی ہے وہ امر جس کواپنے نفس پر لکھا ہے یا اس کواپنے نفس پر حرام کیا ہے وہ بجز مقدور رب عزوجل کے اور کوئی نہیں بن سکتا، کیونکہ ممتنع لنفسہ امر کو نہ اپنے نفس پر لکھتا ہے اور نہ اس کواپنے نفس پر حرام کرتا ہے اور یہ قول قول اکثر اہل سنت اور مثبتین للقدر اہل حدیث اہل تفسیر اہل فقہ اہل کلام اہل تصوف ائمہ اربعہ کے اتباع وغیرہ ہم کا ہے، یہ انکا بہت برا فتوی ہے اور یہ استفہام انکاری ایسے شخص پر جو یہ ظن وگمان رکھے مقتضی انکار ہے اور بات یہی ہے کہ یہ اس شخص پر انکار کرتا ہے جو ایسی بات کا ظن وگمان کرے جو وہ خطا اور باطل ہو جس کا بطلان (ظاہر) معلوم نہ ہو اس شخص پر جو ایسا ظن وگمان رکھے جو خطا اور باطل نہ ہو پس معلوم ہوگیا کہ اہل طاعت اور اہل معصیت کے درمیان تسویہ اور برابری کرنی معلوم البطلان امور اور اس بہت برے ظلم سے ہے جس سے اللہ تعالی اپنی پاکی بیان فرماتا ہے اور اس کی مثل اللہ تعالی کا یہ قول ہے کیا ہم ایماندار نیک چلن نیکوکاروں کو زمین میں فساد کرنے والوں کے برابر کرینگے

نمبر ۱۱ انصاف کی نظر سے دیکھا اکثر اہل سنت وجماعت کا یہی مذہب ہے پس جو کوئی اس کو خلاف مذہب اہل سنت وجماعت کہے اس کے لئے علمی وکوتاہ نظری کسی عاقل کو شک نہ رہے گا ۱۲

واما الحدیث الذی رواہ ابوداود مرفوعا ان اللہ لوعذب اہل سمواتہ واہل ارضہ لعذبہم وہو غیر ظلم ولو رحمہم لکانت رحمتہ خیرا لہم من اعمالہم ففی اسنادہ ابوسنان سعید بن سنان قال احمد لیس بالقوی وقال مرۃ کان رجلا صالحا ولم یکن یقیم الحدیث قال ابن عدی لہ افراد وارجوانہ من لا یتعمد الکذب کذا فی المیزان وفی التقریب صدوق افراد وفی التہذیب قال احمد لیس بالقوی وفیہ محمد بن کثیر ومحمد بن کثیر اثنان من رجال ابی داود -

احدہما الثقفی الصنعانی وہو کثیر الغلط کمافی التقریب وضعفہ احمد ابو داود کمافی التہذیب وقال البخاری لین جدا کذافی الخلاصۃ وفی المیزان قال عبداللہ ابن احمد ذکرابی محمد بن کثیرا المصیصی تصعفہ حداوقال یروی

(یعنی ہر گز ہر گز نہیں کرینگے) تم کو کیا ہوا تم یہ کس طرح (ناروا) فتوی دیتے ہو خلاصہ جملہ کا یہ ہے کہ نیکوکار اور فجار اور محسنین اور ظالمین اور اہل طاعت اور اہل معصیت میں برابری کرنا باطل حکم ہے جس سے اللہ تعالی کی پاکی واجب ہے کیونکہ وہ اس کے عدل و حکمت کے منافی ہے انتہی اور وہ حدیث جس کو ابوداود نے مرفوعا روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی اگر اہل سموات اور اہل ارض کو عذاب کرے تو انکو عذاب کریگا دراں حال کہ وہ ظالم نہ ہوگا اور اگر ان پر رحم کرے تو اسکی رحمت ان کے لیئے ان کے اعمال سے بہتر ہوگی ضعیف ہے اس میں کئی ایک راوی مجروح ہیں ایک ابوسنان سعید بن سنان ہے جس کے حق میں امام احمد لکھتے ہیں وہ قوی نہیں اور ایک دفعہ کہ کہا آدمی تو صالح تھا مگر حدیث کو ٹھیک طور پر ادا نہیں کرتا تھا ابن عدی نے کہا اس کے تفردات ہیں مگر میرے گمان میں قصد جھوٹ نہیں بولتا تھا اس طرح میزان میں ہے اور تقریب میں ہے سچا ہے مگر حدیث میں اس کے تفردات ہیں اور تہذیب میں ہے کہ امام احمد فرماتے تھے کہ سعید بن سنان قوی نہیں اور اس حدیث کے اسناد میں محمد بن کثیر ہے اور ابوداود میں محمد بن کثیر دو ہیں ایک ثقفی ضعانی ہے تقریب میں ہے کہ وہ کثیر الغلط ہے اور تہذیب میں ہے کہ امام احمد اور ابوداود نے اس کو ضعیف کہا ہے اور بخاری نے کہا کہ نہایت سست ہے خلاصہ اور میزان میں ہے کہ عبداللہ بن احمد نے فرمایا کہ میرے باپ نے محمد بن کثیر کو ذکر کیا پس نہایت ضعیف کہا، اور فرمایا بے اصل منکرات کی روایت کرتا ہے اور نسائی وغیرہ نے کہا کہ وہ قوی نہیں اور دوسرا عبدی

اشیاء مناکیر وقال حدث بمناکیر لیس لہا اصل وقال النسائی وغیرہ ولیس بالقوی وثانیہما العبدی البصری رجح الحافظ التقریب توثیقہ لکن قال ابن معین لاتکتبوا عنہ لم یکن بالثقۃ کذافی التہذیب والمیزان فرد الایات القرانیۃ والاحادیث الصحیحۃ النبویۃ بہذا الحدیث الذی اختلف المحدثون فی صحبۃ کہدم الجبال بالابرۃ مع انہ تقرر فی اصول الحدیث ان الجرح مقدم علی التعدیل ولو صح فلایخالف ماذکرتہ وللہ الحمد لان معنی الحدیث ان اللہ لوعذب اہل سمواتہ واہل ارضہ لقدر لہم مایعذبہم علیہ فیکون غیر ظالم لہم حینئذ کمابینہ الحافظ ابن رجب وشیخ الاسلام ابن تیمیۃ وقال العلامۃ المذکور فی منہاج السنۃ فی الجزء الاول ص 130 تحت ہذا الحدیث والتحقیق انہ اذا قدرات اللہ تعالی فعل ذلک فلایفعلہ الابحق لایفعلہ وہو ظالم لکن اذا لم یفعلہ فقد یکون ظلما تعالی عنہ -

وقال ابن رجب الحنبلی فی کتاب جامع العلوم والحکم فی ص 160 فقولہ صلی اللہ علیہ وسلم فیما یرویہ عن ربہ یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی یعنی انہ

بصری ہے حافظ نے تقریب میں اس کی توثیق کو ترجیح دی مگر امام ابن معین نے فرمایا ثقہ نہیں اس سے حدیث نہ لکھو اس طرح ہے میزان اور تہدیب میں اور یہ معلوم نہیں کہ اس اسناد میں جو محمد بن کثیر ہے ثقفی مصیصی ہے یا عبدی بصری ۔ اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے والجرح مقدم علی التعدیل اس حدیث ضعیف کے ساتھ آیات قرآنیہ واحادیث صحیح کا رد کرنا سوئی کے ساتھ پہاڑوں کا گرانا ہے بغرض صحت اس حدیث کے بھی الحمد للہ ہمارے مدعا کے مخالف نہیں حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اگر اللہ عزوجل آسمان اور زمین والوں کو عذاب کرے تو البتہ مقدر کریگا ان کے واسطے وہ شئی جس کے سبب سے ان کو عذاب دے گا پس اس وقت اللہ پاک عادل ہوگا نہ ظالم جیسا کہ ابن رجب نے جامع العلوم میں اس کے ساتھ تصریح کی اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے منہاج میں، علامہ مذکور نے منہاج السنہ جلد اول ص ۱۳۰ میں اس حدیث کے یہ معنی لکھے ہیں تحقیق یہ ہے کہ جب مقدر کیا جائے کہ اللہ تعالے نے یہ کام کیا تو اللہ تعالے بغیر حق کے نہیں کرتا پس اللہ تعالے اس کو نہیں کرتا درآں حال کہ وہ ظالم ہو لیکن جب اللہ تعالے نے یہ کام نہیں کیا پس یہ کبھی یہ ظلم ہوجاویگا جس جس سے اللہ تعالی بالاتر ہے یعنی پاک ہے اور علامہ ابن رجب حنبلیؒ اپنی کتاب جامع العلوم والحکم ص ۱۶۰ میں لکھتے

منع نفسہ من الظلم لعبادہ کما قال عزوجل وما انا بظلام للعبید وقال وما اللہ یرید ظلما للعلمین وقال وما اللہ یرید ظلما للعباد وقال وما ربک بظلام للعبید وقال ان اللہ لایظلم الناس شیئا وقال ومن یعمل من الصلحت وہو مومن فلا مومن فلایخاف ظلما ولاہضما والہضم ان ینقص من جزآء حسناتہ والظلم ان یعاقب بذنوب غیرہ ومثل ہذا کثیر فی القران وہو ممایدل علی ان اللہ قادر علی الظلم ولکن لایفعل فضلا منہ وجودو کرما واحسانا الی عبادہ وقد فسر کثیر من العلما الظلم بانہ وضع الاشیاء فی غیر موضعہا واما من فسرہ بالتصرف ملک الغیر بغیر اذنہ وقد نقل نحوہ عن ایاس بن معاویۃ وغیرہ فانہم یقولون ان الظلم مستحیل علیہ غیر متصور فی ملکہ وبنحو ذلک اجاب ابوالاسود الدولی لعمران بن حصین حین سألہ عن القدر واخرج ابوداود وابن ماجۃ من حدیث ابی سنان سعد بن سنان عن وہب بن خالد الحمصی عن این الدیلمی انہ سمع ابی بن کعب یقول

ہیں رسول ﷺ کا اپنے رب سے یہ روایت کرنا کہ اے میرے بندوں میں ظلم کو اپنے نفس پر حرام کردیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اس نے اپنے نفس کو بندوں کے ظلم سے بچایا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ میں بندوں پر ظلم نہیں کرتا ہوں اور فرمایا اور اللہ تعالے نہیں ارادہ کرتا جہانیوں پر ظلم کرنا اور فرمایا، تیرا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا اور فرمایا اللہ لوگوں پر ظلم نہیں

کرتااور فرمایااللہ تعالی ذرہ بھر ظلم نہیں کرتااور جو کوئی نیک عمل کرے درآن حال کہ وہ مومن بھی ہو پس وہ خوف نہ کرے ظلم اور ھضم سے ظلم یہ ہے کہ غیر کے گناہوں کے سبب سے عذاب کیا جائے اور ھضم یہ ہے کہ اس کی نیکیوں کے ثواب میں کچھ نقص کیا جائے اوران کی مثل قرآن مجید میں بہت آیتیں اسی پر دال ہیں کہ اللہ تعالے ظلم پر قادر ہے لیکن اپنے فضل اور کرم اور جودوعدل اوراپنے بندوں کے ساتھ احسان کرنے کی وجہ سے ظلم نہیں کرتا اور بہت علماء نے ظلم کی یہ تفسیر کی ہے کہ اشیاء کوان کے مواضع لائق کے سوااور جھگوں میں استعمال کرنے کو ظلم کہتے ہیں اور جنھوں نے کہا یہ ظلم غیر کے ملک میں بے اجازت تصرف کرنے کوکہتے ہیں چنانچہ اس کی مثال ایاس ابن معاویہ وغیرہ سے منقول ہے سووہ کہتے ہیں کہ ظلم کا اللہ تعالے سے وقوع میں آنا مستحیل اوراللہ تعالے کے حق میں غیر متصور ہے کیونکہ جوکچھ اللہ تعالے کرتا ہے وہ اس کی اپنی ملک میں تصرف ہوتا ہے

ان اللہ لوعذب اہل سمواتہ واہل ارضہ لعذبھم وہو غیر ظالم لھم ولورحمھم لکانت رحمتہ خیرالھم من اعمالھم وانہ اتی ابن مسعود فقال لہ مثل ذلک ثم اتی زید بن ثابت فحدثہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمثل ذلک وفی ہذا الحدیث نظر ووہب بن خالد لیس بذاک المشہور بالعلم وقد یحمل انہ لوارادتعذیبھم لقدرلھم مایعذبھم علیہ فیکون غیر ظالم لھم حینئذ وکونہ خلق افعال العبادوفیھا الظلم لایقتضی وصفہ بالظلم سبحانہ کما انہ لایوصف بسائر القبائح التی یفعلھا العبادوہی خلقہ وتقدیرہ فانہ لایوصف الابافعالہ لایوصف بافعال عبادہ فان افعال عبادہ مخلوقاۃ ومفعولاۃ وہولایوصف بشئی فیھا انما یوصف بماقام بہ من صفاۃ وافعالہ واللہ اعلم -

وقال العلامۃ الحافظ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ تعالی فی کتابہ طریق الہجرتین ص 138 لان الظلم عندھم الممتنع الذی لایدخل فی المقدور وذلک لایمدح احد علی

اوراس کی مانند ابوالاسودولی نے عمران بن حسین کو جواب دیا جب اس نے اس سے قدر کا مسئلہ پوچھا اور ابوداوداورابن ماجہ ابن الدیلمی سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے ابی بن کعب سے سنا وہ کہتا تھا اگر اللہ تعالے اپنے آسمان والوں اورزمین والوں کو عذاب کرے توالبتہ وہ ان کو عذاب کرے گا اور حال یہ کہ وہ ان پر ظالم نہ ہوگا اور اگران پر رحم کرے توالبتہ اس کی رحمت ان کے لئے ان کے اعمال سے بہتر ہوگی اور وہ (ابن الدیلمی) ابن مسعود کے پاس آیا اوراس کے مثل اس کو کہا پھر زید بن ثابت کے پاس گیا ان سے رسول اللہ ﷺ سے اس کی مانند حدیث سنائی اوراس حدیث (کے صیح ہونے میں) قابل ونظر ہے اور وہب بن خالد (جو اس حدیث کے اسناد میں ایک روای ہے) چنداں علم حدیث کے ساتھ مشہور نہیں اور یہ حدیث اس معنی پر محمول ہو سکتی ہے کہ اگر اللہ تعالے ان کو عذاب کرنے کا ارادہ کرتا توضروران کے لئے وہ مقدر کرتا جس کے سبب سے ان کو عذاب کرتا پس اس وقت وہ یعنی اللہ عزوجل ان پر غیر ظالم ہوتا انتھے، اور علامہ حافظ ابن القیم رحمہ اللہ اپنی کتاب طریق الھجرتین کے صفہ ۱۳۸ میں لکھتے ہیں کیونکہ ظلم ان کے نزدیک وہی امر ممتنع ہے جوقدرت کے نیچے داخل نہ ہواور ایسے ممتنع غیر مقدرامر کے ترک پر کس کی تعریف نہیں کی جاسکتی اور ہوروہ امر جس کا وجود ممکن ہے، وہ ان کے نزدیک عدل ہے سو ظلم کے نزدیک مستحیل ہے کیونکہ وہ اس ممتنع لذات

ترکہ وکل ماامکن وحودہ فھو عندھم عدل فالظلم مستحیل عندھم اذہو عبارۃ عن الممتنع المستحیل لذاتہ الذی یدخل تحت امقدرولا یتصورفیہ ترک اختیاری فلا یتعلق بہ واخبارہ تعالی عن نفسہ بقیامہ بالقسط حقیقۃ عندھم مجردکونہ فاعلاالان ھناک شیئاہوقسط فی نفسہ یمکن وجودعندہ وکذلک قولہ ومار بک بظلام للعبید نفی عندھم ہو مستحیل فی نفسہ لاحقیقۃ لہ کجعل الجسم فی مکانین فی ان واحد وجعلہ موجودامعدومافی ان واحد فھذا اونحوہ عندھم ہوالظلم الذی تنزہ عنہ وکذلک قولہ یاعبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرمافلاتظالموافالذی حرمہ علی نفسہ ہو مستحیل الممتنع لذایتہ کالجمع بین النقیضین ولیس ھناک ممکن یکون ظلمافی نفسہ وقدحرمہ علی نفسہ ومعلوم انہ لایمدح الممدوح بترک مالوارادہ لم یقدرعلیہ وایضا فانہ وجعلتہ محرمابینکم فالذی حرمہ علی نفسہ ہوالذی جعلہ محرمابین عبادہ وہوالظلم المقدورالذی یستحق تارکہ الحمدوالثناء والذی اوجب لھم ہذا

کانام ہے جو مقدور میں داخل ہوتا ہے اور نہ اس میں ترک اختیاری متصورہے پس حمد اور تعریف کواس سے کوئی تعلق نہیں اور اللہ عزوجل نے جواپنے نفس کے حق میں برطریق اخبار فرمایا کہ وہ قائم یالقسط ہے سواس کی حقیقت ان کے نزدیک صرف یہ ہے کہ صرف اللہ تعالے اس کا فاعل ہے نہ یہ کہ وہاں کوئی شئے ہے جوفی نفسہ مسط وانصاف ہے اوراس کا ضد ممکن الوجود ہواوراس طرح اللہ تعاے کا یہ قول کہ تیرارب بندوں پر ظلم نہیں کرتا ان کے نزدیک ایسے امر کی نفی ہے جوفی نفسہ مستحیل اوراس کے لئے کوئی حقیقت نہیں جیسا کہ ایک جسم کا ایک وقت میں دومکانوں کے اندر رہونا اور ایک جسم کوایک ہی آن میں موجودومعدوم گردانناقی نفسہ مستحیل اور بے حقیقت امر ہے پس یہ اوراس کی مثل ان کے نزدیک وہی ظلم ہے جس سے اللہ عزوجل نے اپنے آپ کو پاک فرمایا ہے اوراس طرح اللہ تعالے کے اس قول میں کہ میرے بندوں تحقیق میں ظلم کواپنے نفس پر حرام کردیا ہے اوراس کو تمھارے درمیان (بھی) حرام کیا ہے پس تم ایک دوسرے پر ظلم مت کروجس ظلم کواپنے نفس پر حرام کیا ہے وہ مستحیل اور جمع بین النقیضین کی طرح ممتنع لذاتہ ہے وہ وہاں کوئی

ایسا ممکن نہیں جو فی نفسہ ظلم ہو اور اللہ تعالے نے اس کو اپنے نفس پر حرام گردانا ہو اور امر معلوم ہے کہ گو ممدوح ایسے امر کے ترک پر تعریف نہیں کیا جاسکتا جس کی طرف اگر وہ ارادہ کرے

مناقضۃ القدریۃ المجوسیۃ ورد اصولہم وہدم قواعدہم ولکن ردوا باطلا بباطل وقابلوا بدعۃ ببدعۃ وسلطوا علیہم خصومہم بما التزموا من الباطل فصارت العلبت بینہم وبین خصومہم سجالا یغلبون ومرۃ یخلبون لم یستقر لہم نصرۃ وانما النصرۃ الثابتۃ لاہل السنۃ المحضۃ الذین لم یتحیزوا الی فئتین غیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یلتزموا غیر ما جآء بہ ولم یوصلوا اصلا ببدعۃ یسلطون علیہم بہ خصومہم بل اصلہم ما دل علیہ کتاب اللہ وکلام رسول اللہ وشہدت بہ الفطر والعقول ـ

وقال العلامۃ المذکور فی کتابہ الجواب الکافی ص 112 وکذلک لم یقدرہ حق قدرہ ممی قال انہ یجوز ان یعذب اولیاءہ ومن لم یعصہ طرفۃ عین اوید خلہم دار النعیم وان کلا الامرین بالنسبۃ الیہ سواء وانما الخبر المحض جاء عنہ بخلاف ذالک فمنعناہ للخبر ولا لمخالفۃ حکمتہ وعدلہ وقد انکر سبحانہ فی کتابہ علی من جوز علیہ ذلک غایۃ

تو اس پر قادر نہ ہوسکے اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ میں نے اس کو تمہارے درمیان حرام گردانا پس جس کو اپنے نفس پر حرام کیا ہے اس کو اپنے بندوں کے درمیان حرام گردانا ہے اور یہ وہی ظلم ہے جس پر اس کو قدرت ہے جس کا تارک لائق حمد وثنا ہے اور ان کو مجوس قدریہ کے مناقضہ اور ان کے اصول وقواعد کے رد اور ہدم نے ان باتوں پر مجبور کردیا تھا لیکن انہوں نے باطل کو باطل کے ساتھ رد کیا اور بدعت کا بدعت کے ساتھ مقابلہ کیا اور اپنے حضم کو بسبب الزال ان اباطیل کے مسلط کیا پس ان میں اور ان کے حضم میں غلبہ ڈول کی طرح ہوگیا کبھی غالب ہوتے ہیں اور گاہے مغلوب ان کے لیئے نصرت ثابت ودائم نہ رہی واقعہ بات یہ ہے کہ نصرت ثابت ودائم ان خالص اہل سنت کے لیئے ہے جو رسول اللہ ﷺ کے وہ ان دو فرقوں میں سے کسی کے ساتھ شامل نہیں ہوتے اور وہ سوا اس کے جو رسول اللہ ﷺ لائے ہیں اور کسی امر کا الزام نہیں کرتے اور وہ کسی اصل کو ایسے بدعی اصل کے ساتھ رد نہیں کرتے جس کے سبب سے ان پر ان کے دشمن مسلط ہوں بلکہ ان کا وہ اصل ہے جس پر کتاب اللہ اور کلام رسول اللہ دال ہوں اور فطرت اور عقل اس کے گواہ ہوں اور علامہ مذکور رحمہ اللہ اپنی کتاب الجواب الکافی کے صفہ ۱۱۲ میں لکھتے ہیں اور اس طرح اللہ عزوجل کی قدردانی نہیں کی جس نے (یہ) کہا کہ اللہ عزوجل اگر اپنے اولیاء کو عذاب رکرے جنہوں نے ایک طرفتہ العین بھی گناہ نہیں کیا تو یہ جائز ہے یا ان کو دار النعیم

الانکار وجعل الحکم بہ من اسوء الاحکام وقال العلامۃ ابن الہمام فی المسائرۃ وشارحہ (ثم قال صاحب العمدۃ من الحنفیۃ) وہو العلامۃ ابو البرکات النفی (تخلید المومنین فی النار والکافرین فی الجنۃ یجوز عقلا عندہم) یعنی الاشاعرۃ قالو (الاان السمع ورد بخلافۃ) فیمتنع وقوعہ لدلیل السمع وعندنا) معشر الحنفیۃ (لایجوزاہ) کلام العمدۃ مع ایضاح وقولہ لایجوز ای عقلا شیخنا المصنف (الاول) یعنی قول الاشعریۃ (احب الی الثانی) یعنی قول الحنفیۃ فلیس احب الی انتہی ورد علی ابن الہمام زین الدین قاسم الحنفی قولہ ہذا احب الی قلت ہذا بعض الی ثم قال الشیخ ابن الہمام وشارح کتابہ (ونحن لانقول بامتناعہ) ہی امتناع العفو عن الکفر (عقلا بل) نقول بامتناعہ (سمعا) کالاشعری (وظنہم) ای الحنفیۃ (انہ) ای العفو عن الکفر (ضاف للحکمۃ لعدم المناسبۃ) ای لعدم مناسبۃ العفو لانہ اعزاء بالکفر (غلط) منہم ورد علیہ العلامۃ الشیخ زین الدین قاسم الحنفی فی حاشیۃ علی المسائرۃ ص 177

(بہشت) میں داخل کردے اور یہ دونوں امر اس کی نسبت یکساں ہیں مگر چونکہ دلیل نقلی اس کے خلاف وارد ہے اس واسطے ہم اس کو ممتنع جانتے ہیں نہ اس وجہ سے کہ یہ خلاف عدل وحکمت ہے اور اللہ سبحانہ نے اپنی کتاب مجید میں ایسے شخص پر بہت سخت انکار کیا ہے جو اللہ تعالی کے لیئے اس کو جائز جانے اور اللہ سبحانہ پر اس کا حکم کرنا بدترین احکام سے فرمایا ہے علامہ ابن ہمام اور اس کی کتاب (مسائرۃ) کے شارح لکھتے ہیں: ابو البرکات نستفی حنفی فرماتے ہیں ہمیشہ رہنا مومنو کا دوزخ میں اور کافروں کا بہشت میں اشاعرہ کے نزدیک عقلا جائز ہے مگر دلیل نقلی کے روسے ممتنع ہے اور ہمارے حنفیہ کے نزدیک عقلا بھی ناجائز ہے ابن الہمام کہتے ہیں مجھ کو اشعریہ کا قول بہت پسند ہے نہ حنفیہ کا زین الدین قاسم حنفی اس پر لکھتے ہیں جو قول آپ کو بہت پسند ہے اس قول کو میں بہت برا سمجھتا ہوں پھر ابن الہمام لکھتے ہیں، کہ ہم اشعری کی طرح کافر کے عضو کو عقلا جائز جانتے ہیں نہ سمعا اور حنفیہ کا یہ گمان کہ کافر کا عضو حکمت کے منافی ہے غلط علامہ زین الدین قاسم حنفی نے اپنے حاشیہ علی المسائرہ کے صفہ ۷۷ا میں اسکا رد کیا لکھتے ہیں ان کی کلام جس قدر میرے پاس حاضر ہے ذکر کرتا ہوں تاکہ معلوم ہوجاوے کہ کیا امر اس طرح ہے جس

قلت اذکر ما حضرنی من کلامہم لیظہر ہل الامر کما زعم ام لا فاقول قال فی الکفایۃ قال اصحابنا رحمہ اللہ لایجوز من اللہ تعالی ان یعفو عن الکافرین ویخلدہم فی الجنۃ ویخلد المومنین فی النار لان الحکمۃ تقضی التفرقۃ بین المسیئ والمحسن ومایکون علی خلاف قضیۃ الحکمۃ یکون سفہا وانہ یستحیل من اللہ تعالی کالظلم والکذب فلا یوصف اللہ تعالی بکونہ قادرا علیہ ودلالۃ ذلک ان اللہ تعالی رد علی من

حکم بالتسویۃ بین المسلم والمجرم بقولہ افنجعل المسلمین کالمجرمین مالکم کیف تحکمون وکذلک قال ام حسب الذین اجترحوا السیات ان نجعلھم کالذین امنوا وعملوا الصلحت سواء محیاھم ومماتھم ساء ما یحکمون ثم لا نفرقہ بین ھوءلاء فی الدنیا فلا بد من التفرقۃ فی الاخرۃ ولان تخلید المومن فی النار وتخلید الکافر فی الجنۃ یکون ظلما وانہ یستحیل من اللہ تعالی علی ما نمبین ودلالۃ انہ ظلم فان الظلم وضع الشئی فی غیر محلہ والاساءۃ فی حق المحسن والاکرام۔

طرح ابن ہمام کہتا ہے یا نہ سومیں کہتا ہوں کفایہ میں ہے ہمارے اصحاب (حنفیہ) نے کہا ہے کہ اللہ تعالے کے حق میں یہ جائز نہیں کہ وہ کافروں کو معاف کردے اوران کو بہشت میں ہمیشہ رکھے اور مومنین کو ہمیشہ آگ میں رکھے کیونکہ حکمت اس (بات) کی مقتضی ہے کہ بدکار اور نیکوکار کے درمیان فرق ہو اور جو کام قضیہ حکمت کے خلاف ہو وہ سفہ (بے عقلی) ہے اور اللہ عزوجل سے اس کا صدور ظلم اور کذب کی طرح مستحیل ہے پس اللہ تعالے کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ اس پر قادر ہے اوراس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالے نے اس شخص پر ردفرمایا ہے جو مسلم اور مجرم کے درمیان تسویہ کا فتوی دیتا ہے اس آیہ کریمہ میں کیا مسلمانوں کو مجرموں کی طرح کرینگے (یعنی ہر گزنہیں کرینگے) تم کو کیا ہوا (یہ ناجائز) حکم تم اللہ سبحانہ پر کس طرح کہا کرتے ہو اوراس طرح فرمایا ہے کیا ان لوگوں نے گمان کیا ہے جو برائی کرتے ہیں کہ ہم ان کو ایماندار نیک پاک (تابعداروں) کی طرح کردینگے ان کی حیات اور ممات یکساں ہوگی (یعنی ہرگز ایسا نہیں ہوگا کہ مجرم اور محسن برابر ہو) برا ہے وہ جو (اللہ پر ایسا) فتوی دیتے ہیں پھر جب دنیا کے درمیان ان میں تفرقہ نہیں تو ضرور ہے کہ آخرت میں ان کے درمیان تفرقہ ہو اوراس لئے کہ مومن کا ہمیشہ آگ میں رکھنا اور کافر کا ہمیشہ جنت میں رکھنا ظلم ٹھہرتا ہے اور اللہ سبحانہ سے اس کا وقوع میں آنا مستحیل ہے چنانچہ

والانعام فی حق المسئی المعلن وضع الشئی فی غیر موضعہ فیکون ظلما مستحیلا من اللہ ومثل ھذا سفھا فی الشاھد فلا یجوز نسبۃ ذلک الی اللہ تعالی عقلا وقولہ تصرف فی ملکہ قلنا التصرف فی الملک انما یجوز من الحکیم اذا کان علی وجہ الحکمۃ والصواب فاما التصرف علی خلاف قضیۃ الحکمۃ یکون سفھا وانہ لا یجوز الخ وقال العلامۃ الحافظ ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ فی کتابہ شفاء العلیل فی مسائل القضاء والقدر والحکمۃ والتعلیل فی الباب السبع والعشرون اما القدریۃ والجبریۃ فعند ھم الظلم لا حقیقۃ لہ بل ھو الممتنع لذاتہ الذی لا یدخل تحت القدرۃ فلا یقدر الرب تعالی عند ھم علی ما یسمی ظلما حتی یقال ترک الظلم وفعل العدل فعلی قولھم لا فائدۃ فی قولہ عدل فی قضائک بل ھو بمنزلۃ ان یقال نافذ فی قضائک ولا بد وھو معنی قولہ ماض فی حکمک فیکون تکریر الا فائدۃ فیہ وعلی قولھم فلا یکون ممدوحا بترک الظلم اذ لا یمدح بترک المستحیل لذاتہ ولا فائدۃ فی قولہا فی حرمت الظلم علی

ہم بیان کرینگے اوراس بات کی دلیل کہ یہ ظلم ہے یہ ہے کہ ظلم ایک شئی کو غیر موضع میں استعال کرنا اور نیکوکار کے ساتھ برا کرنا، اور بدکار معلن کے حق میں انعام واکرام کرنا وضع الشئی فی غیر موضعہ ہے پس یہ ظلم ہے اور اللہ سبحانہ کے بارے میں مستحیل ہوگا اور عقل کی روسے ایسا کام سفہ شمار کیا جاتا ہے پس اس کی نسبت اللہ تعالی کی طرف عقلا جائز نہیں اور اس کا یہ قول کہ تصرف اس کی اپنی ملک میں ہے ہم کہتے ہیں حکیم کا تصرف اپنی ملک میں اس وقت جائز ہے جب کہ حکمت اور صواب کے طور پر ہو اور خلاف قضیہ حکمت کے تصرف کرنا سفہ ہے اور یہ (اللہ تعالی کے واسطے) جائز نہیں ہے، حافظ ابن القیمؒ اپنی کتاب شفاء العلیل کے ستائیسویں باب میں لکھتے ہیں قدریہ اور جبریہ کے نزدیک ظلم کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ وہ ممتنع لذاتہ ہے جو (خدا کی) قدرت کے اندر داخل نہیں پس ان کے نزدیک رب تعالے اس پر قادر نہیں جس کو ظلم کہا جاتا ہے تاکہ کہا جاوے کہ اس نے ظلم کو چھوڑ دیا اور عدل کو فعل میں لایا پس ان کے قاعدہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے کہنے میں کہ میرے حق میں تیرا حکم عدل ہے کوئی فائدہ نہیں بلکہ یہ کہنا اور یوں کہنا کہ میرے حق میں تیرا حکم نافذ ہے یکساں ہوا اور نفوذ والی معنے ماض فی حکمک میں ہو چکی تھی پس تکرار بلافائدہ ہوگا اوران کے قول کے مطابق اللہ تعالے ترک ظلم کے ساتھ ممدوح نہ ہوگا کیونکہ مستحیل لذاتہ کے ترک کے ساتھ مدح نہیں ہوتی ہے اوراس قول کہ میں نے ظلم کو اپنے نفس پر حرام کیا ہے کوئی فائدہ نہ ہوگا کیا یوں گمان کیا جاتا

نفسی او یضن معناہ انی حرمت علی نفسی مالا یدخل تحت قدرتی وھو المستحیلات ولا فائدۃ فی قولہ فلا یخاف ظلما ولا ھضما فان کل احد لا یخاف من المستحیل لذاتہ ان یقع ولا فائدۃ من قولہ وما یرید ظلما للعباد۔فنفوذ حکمہ فی عبادہ بملکیہ وعدلہ فیھم بحمدہ وھو سبحانہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شئی قدیر ونظیر ھذا قولہ سبحانہ حکایۃ عن نبیہ ھود انہ قال انی توکلت علی اللہ ربی وربکم ما من دآبۃ الا ھو اخذ بنا صیتھا ان ربی علی صراط مستقیم فقولہ ما من دآبۃ الا ھو اخذ بنا صیتھا مثل قولہ ناصیتی بیدک ماض فی حکمک وقولہ ان ربی علی صراط مستقیم مثل قولہ عدل فی قضائک ای لا یتصرف فی تلک النواصی الا بالعدل والحکمۃ والمصلحۃ زالرحمۃ لا یظلم اصحابھا ولا یعاقبھم بمالم یعلموہ ولا یھضمھم حسنات ما عملوہ فھو سبحانہ علی صراط مستقیم فی قولہ وفعلہ یقول الحق ویفعل الخیر والرشد الخ انتہی۔ قال العلامۃ عبدالرحیم بن علی الشھیر بشیخ زادہ فی کتابہ نظم الفرائد مذھب مشائخ الحنفیۃ الی انہ یمتنع تخالف الوعید

ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ میں نے اپنے نفس پر اس کو حرام گردانا ہے جو میری قدرت کے اندر داخل نہیں یعنے مستحیل چیزیں اوراس قول میں کہ نہ ڈرے ظلم اور نہ ہضم سے کوئی

فائدہ نہ ہوگا کیونکہ مستحیل لذاتہ کے وقوع سے کوئی شخص نہیں ڈرتا اور اس قول میں کہ اللہ بندوں پر ظلم کا ارادہ نہیں کرتا اور نہ اس قول میں کہ بندوں پر ظلام نہیں ہوں کوئی فائدہ نہ ہوگا، سو بندوں کے درمیان اللہ کے حکم نفوذ اس کے مالک ہونے سبب سے ہے اور اللہ تعالے کا عدل ان کے درمیان بسبب حمید ہونے اسکے ہے اور ملک اور حمد دونوں اس کے لئے خاص ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اسکی نظیر وہ قول ہے جو اللہ سجانہ نے اپنے نبیؑ ہود کے بارے میں بر طریق حکایت بیان کیا ہے کہ ہودؑ نے کہا میں نے اس اللہ پر توکل کیا جو میرا اور تمہارا رب ہے کوئی جاندار نہیں مگر اللہ اس کی پشانی کو پکڑ نیوالا ہے یشک میرا رب راہ مستقیم پر ہے سو یہ کہنا کہ کوئی جاندار نہیں مگر اللہ اس کی پشانی کو پکڑ نیوالا ہے اس کی مثل ہے جو رسولؐ اللہ نے کہا میری پشانی تیرے ہاتھ میں ہے میرے حق میں تیرا حکم گزر چکا ہے اور یہ قول کہ میرا رب راہ مستقیم پر ہے رسولؐ اللہ کے اس قول کے برابر ہے کہ میرے حق میں تیرا حکم عدل ہے یعنی وہ عزوجل ان پشا نیوں میں بجز عدل اور حکمت اور مصلحت اور رحمت کے تصرف نہیں کرتا نہ ان پشا نیوں پر ظلم کرتا ہے اور نہ بغیر کئے ان کو عذاب کرتا ہے اور نہ انکے

کما یمتنع تحلف الوعد کما فی العمدۃ للامام النسفی والشرح الکبیر الامام اللقانی وشرح الفقہ الاکبر للشیخ علی القاری وذہب المشائخ من الاشاعرۃ الی ان العقاب عدل اوعدبہ العاصی ولہ ان یعفوعنہ لان الخلف فی الوعید لایعد نقصا کما فی المواقف وشرحہ الشریفی والتفسیر الوسیط للامام الواحدی وشرح الجوہرۃ للامام اللقانی احتج مشائخ الحنفیۃ بان الخلف فی الوعید تبدیل للقول وقد قال اللہ تعالی مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ومایلزم جواز الکذب علی اللہ تعالی فی وعیدہ وقد قام الاجماع علی تنزہ حیزہ عنہ وقال رحمہ اللہ ایضا قال الامام فخر الدین الرازی اذا جاز الخلف فی الوعید لغرض الکرم فلم لایجوز الخلف فی القصص والاخبار لغرض المصلحۃ ومعلوم ان فتح ہذا الباب یفضی الی الطعن فی القران وکل الشریعۃ انتہی بلفظہ وقال رحمہ اللہ ایضا ذہب مشائخ الحنفیۃ الی ان اللہ تعالی لایفعل القبیح ولوفعل لکان قبیحا فلایجوز عقلا عندنا تحلید المومنین فی النار والکافرین فی الجنۃ وذہب الشیخ الاشعری من تابعہ الی ان افعالہ تعالی لاتوصف بالقبح ولوفعلہ لایوصف بہ حتی لوخلد الانبیآء فی النار

کردہ حسنات میں نقصان دیتا ہے پس وہ سجانہ اپنے قول اور اپنے فعل میں راہ مستقیم پر ہے اور حق کہتا ہے اور خیر اور رشد کرتا ہے انتھے علامہ عبدالرحیم بن علی معروف شیخ زادہ اپنے کتاب نظم الفرائد میں لکھتے ہیں کہ مشائخ حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ مخالفت وعید مثل مخالفت وعدہ کے ممتنع ہے ایسا ہی عمدہ میں امام نسفی نے اور شرح کبیر میں امام لقانی نے شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری نے لکھا ہے اور مشائخ اشاعرہ کا یہ مذہب ہے کہ گنہگار کو عذاب کا وعید عدل ہے اور اللہ کو اختیار ہے کہ اس کو معاف کردے کیونکہ وعید کی مخالفت کو نقصان شمار نہیں کیا جاتا ایسا ہی مواقف اور اسکی شرح شریفی اور تفسیر وسیط امام واحدی اور شرح جوہرہ امام لقانی میں ہے اور مشائخ حنفیہ اسبات کے ساتھ دلیل پکڑتے ہیں کہ مخالفت وعید قول کا بدل ڈالنا ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہے مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ یعنی میرا قول بالکل نہیں بدلا جاتا اور نہ میں بندوں پر ظلم کرتا ہوں اور یہ بھی وجہ ہے کہ (مخالفت وعید سے) اللہ تعالی پر جواز کذاب لازم آتا ہے اور اجماع اسی بات پر قائم ہے کہ اللہ اس سے پاک ہے اور کہا رحمہ اللہ نے امام فخر الدین رازی کہتے ہیں کہ جب مہربانی کی غرض سے مخالفت وعید جائز ہوگئی تو قصص اور اخبار میں کسی مصلحت کے واسطے کیوں جائز نہیں ہو سکتی اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ اگر اس بات کا دروازہ کھول دیا جائے تو قرآن مجید اور کل شریعت پر طعن ہو

والکفار فی الجنۃ لایقبح عندہ کما فی تعدیل العلوم وشرحہ للصدر العلامۃ والعمدۃ للامام النسفی والمسائرۃ للامام ابن الہمام استدل مشائخ الحنفیۃ بان الحکمۃ الالہیۃ تقتضی التفرقۃ بین المحسن والمسیئ ومایکون علی خلاف قضیۃ الحکمۃ یستحیل من اللہ تعالی ولان تحلید المومنین فی النار وتحلید الکفار فی الجنۃ وضع الشیٔ فی غیر موضعہ وہو مستحیل علی اللہ تعالی وقال رحمہ اللہ ایضا ذہب مشائخ الحنفیۃ الی ان العفو عن الکفر لایجوز عقلا کما فی التاویلات للشیخ علم الہدی ابی منصور الماتریدی والعمدۃ للامام النسفی وشرحہ وذہب الشیخ الاشعری ومن تابعہ الی ان اعفو عن الکفر یجوز عقلا کما فی التفسیر الکبیر الامام فخر الدین الرازی وکشف الکشاف المسائرۃ للامام ابن الہمام استدل مشائخ الحنفیۃ بان الحکمۃ اللہ تعالی توجب العقاب علی من اعتقد الکفر والتزمہ وان لیس فی الحکمۃ عفو عن ۃ مثلہ الخ وباللہ العجب من قوم یستدلون بہذا

جائے گا اور کہا رحمہ اللہ نے مشائخ حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ قبیح ہی ہوگا اس واسطے مومنوں کا ہمیشہ دوزخ میں رکھنا اور کفار کا ہمیشہ جنت میں رہنا ہمارے نزدیک عقلا بھی جائز نہیں ہے اور شیخ اشعری اور اس کے تابعداروں کا یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالی کے افعال قبیح کے ساتھ وصف نہیں کئے جاتے اور اگر اللہ تعالے اس (فعل قبیح) کو کرلے تو بھی اس کے ساتھ وصف نہیں کیا جائے گا یہاں تک کہ اگر انبیاء کو ہمیشہ دوزخ میں اور کفار کو ہمیشہ جنت میں رکھے تو اس کو بھی اشعری کے نزدیک فعل قبیح نہ کہا جائیگا جیسا کہ تعدیل العلوم اور اس کی شرح صدر العلامہ اور عمدہ امام نسفی اور مسائرہ امام ابن الہمام میں ہے مشائخ حنفیہ اس بات کے ساتھ دلیل پکڑتے ہیں کہ نیکوکار اور بدکار کے تفرقہ کو تو حکمت آلہی مقتضی ہے اور جو کچھ

اقتضائے حکمت کے خلاف ہے وہ اللہ تعالے سے محال ہے اور یہ بھی وجہ ہے کہ مومنوں کا ہمیشہ دوزخ میں رکھنا اور کفار کا ہمیشہ جنت میں رکھنا وضع الشئ فی غیر موضعہ یعنی شئے کو اسکے اصل مقام پر نہ رکھنا ہے اور یہ بات اللہ تعالے پر مستحیل ہے، اور مشائخ حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ کفر سے معافی عقلا جائز نہیں ہے ایسا ہی تاویلات شیخ علم الہدی ابی منصور یاتریدی اور عمدہ امام نسفی اور اسکی شرح میں ہے اور شیخ اشعری اور اسکے اتباع کا یہ مذہب ہے کہ کفر سے معافی عقلا جائز ہے، جیسا کہ کبیر امام رازی، اور کشف الکشاف اور مسائرۃ ابن ہمام میں ہے مشائخ حنفیہ اس بات کے ساتھ دلیل پکڑتے ہیں کہ جو کوئی کفر کا اعتقاد اور اسکا التزام کرے اس پر حکمت آلہی عذاب کو واجب کرتی ہے اور ایسی باتوں سے معافی حکمت میں جائز نہیں ہے

الایات یفعل اللہ مایشآء ویحکم عما یریدلایسئل مایفعل وہم یسئلون یعذب من یشاء ویغفر لمن یشاء علی ان اللہ عزوجل لوخالف وعدہ الذی وعدالمومنین بالجنۃ واسکنہم ابدافی النارلکان عدلاوتسطاوہذاغلط وغفلۃ منہم لانہ لیس فی الایات المذکورۃ مایدل علی ہذابل المراد من الایات ان اللہ یفعل مایشاء ہ ویحکم مایریدہ ولایسئل عما یفعلہ ومخالفۃ الوعدوادخال المومنین فی الناروالظلم لایشاہ ولایریدہ کما قال وما اللہ یرید ظلما للعلمین فلا یفعلہ ولایحکم بہ ولایسئل عنہ ففی الایات ذکر مایشاء ہ ویریدہ ویفعلہ ویحکم بہ ولیس فیہ ذکر مایشاء ہ ویریدہ ویفعلہ ویحکم بہ وہذا اختلاف فیہ عنداحد من المسلمین وہذاامر اخر غیرالذی کنا نصددہ واما قولہ تعالی یُعَذِّبُ مَن یَشَاءُ وَیَغفِرُ لِمَن یَشَاءُ فتفسیرہ یُعَذِّبُ مَن یَشَاءُ وہم الکفرۃ والمنافقون وَیَغفِرُ لِمَن یَشَاءُ وہم المومنون-لان اللہ عزوجل صرح فی کتابہ اِنَّ اللّٰہَ لَایَغفِرُ اَن یُشرَکَ بِہٖ وَیَغفِرُ مَا دُونَ ذٰلِکَ لِمَن یَشَاءُ وقال سواء علیہم استغفرث لہم ام لم تستغفر لہم

اور تعجب ہے اس قوم سے جو آیہ کریمہ یَفعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیَحکُمُ مَا یُرِیدُ اور آیہ کریمہ لَایُسئَلُ عَمَّا یَفعَلُ وَہُم یُسئَلُونَ اور آیہ کریمہ یُعَذِّبُ مَن یَشَاءُ وَیَغفِرُ لِمَن یَشَاءُ سے استدلال کرتے ہیں اس بات پر کہ اگر اللہ عزوجل اپنے وعدے سے مخالفت کر کے مومنوں کو ہمیشہ دوزخ میں رکھے اور اپنے وعیدات واخبارات کے برخلاف کفرہ فجرہ کو ہمیشہ کے واسطے بہشت دیوے یہ عین عدل وانصاف ہے اور یہ ان کی غلطی اور غفلت ہے کیونکہ آیات مذکورہ میں اسکا ذکر ہی نہیں بلکہ آیات مذکورہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل جس چیز کو چاہتا ہے، اور ارادہ کرتا ہے اور اسکا حکم دیتا ہے اور جس چیز کو کرتا ہے اس سے پوچھا نہیں جاتا اور اپنے وعدوں اخبارات سے مخالفت اور ظلم اور مومنوں کو ہمیشہ دوزخ میں رکھنا اللہ عزوجل ان کو نہ چاہتا ہے اور نہ ان کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے (جیسا کہ آیہ کریمہ وَمَا اللّٰہُ یُرِیدُ ظُلمًا لِّلعَالَمِینَ میں ہے) کہ اس کو کرے یا اسکا حکم دیوے یا اس سے پوچھا جاوے یہاں تو اس چیز کا ذکر ہے جو اللہ عزوجل کرتا ہے یا اس کا حکم دیتا ہے اور جس چیز کو نہ چاہتا ہے اور نہ اس کا ارادہ کرتا ہے اس کے کرنے یا حکم دینے یا پوچھا جانے کا ذکر کہاں اور یُعَذِّبُ مَن یَشَاءُ سے کفار مراد ہیں، اور یَغفِرُ لِمَن یَشَاءُ سے مراد مومن ہیں، کیونکہ اللہ عزوجل نے قرآن شریف میں تصریح کے ساتھ فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَایَغفِرُ اَن یُشرَکَ بِہٖ وَیَغفِرُ مَا دُونَ ذٰلِکَ لِمَن یَشَاءُ

لن یغفر اللہ لہم اِن تَستَغفِر لَہُم سَبعِینَ مَرَّۃً فَلَن یَغفِرَ اللّٰہُ لَہُم وقال وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَہُم مَّغفِرَۃٌ وَّاَجرٌ عَظِیمٌ الَّذِینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَہُم مَّغفِرَۃٌ وَّاَجرٌ عَظِیمٌ فعلم ان المراد من جملۃ وَیَغفِرُ لِمَن یَشَاءُ المومنون واما حدیث لن ینجواحد منکم بعملہ قالواولاانت یارسول اللہ قال ولاانا الاان یتغمدنی اللہ برحمتہ فلایضرنا لانا لانقول بوجوب الاجر والتواب علی اللہ تعالی بالاعمال الصالحۃ بل ہواوجب علی نفسہ بفضلہ وکرمہ الرحمۃ وحرم علی نفسہ الظلم کما نطق بہ الکتاب السنۃ فی مثل قولہ تعالی کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ وقولہ وکان حقا علینا نصر المومنین وقولہ فی الحدیث الالہی الصحیح یاعبادی انی حرمت الظلم علی نفسیٓ جعلتہ بینکم محرما واما ان العباد یوجبون علیہ ویحرمون علیہ ممتنع عنداہل السنۃ کلہم وفی ہذا کفایۃ لمن لہ بصارۃ وارجو من اللہ ان ینفع بہ کثیرا من المسلمین والحمد للہ رب العلمین الصلوۃ والسلام علی حبیبہ سید المرسلین والہ واصحابہ اجمعین برحمتک یاارحم الرحمین-

اور فرمایا سَوَاءٌ عَلَیہِم اَستَغفَرتَ لَہُم اَم لَم تَستَغفِر لَہُم لَن یَغفِرَ اللّٰہُ لَہُم اور فرمایا اِن تَستَغفِر لَہُم سَبعِینَ مَرَّۃً فَلَن یَغفِرَ اللّٰہُ لَہُما ور فرمایا وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَہُم مَّغفِرَۃٌ وَّاَجرٌ عَظِیمًا ور فرمایا اَلَّذِینَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَہُم مَّغفِرَۃٌ وَّاَجرٌ عَظِیمٌ

پس آیات مذکورہ سے صاف معلوم ہوگیا کہ جملہ یُعَذِّبُ مَن یَشَاءُ سے مراد مشرک ومنافق ہیں کیونکہ اللہ تعالے نے صاف فرمایا دیا کہ میں مشرک کو کبھی نہیں بخشوں گا اور یَغفِرُ لِمَن یَشَاءُ سے مومن ہیں کیونکہ قرآن مجید میں مومنوں کی مغفرت کے واسطے اللہ پاک کا وعدہ ہے اور حدیث لن ینجواحد منکم بعملہ ہمارے مضر نہیں کیونکہ ہم اپنے اعمالوں سے اللہ عزوجل پر وجوب حق کے قائل نہیں بلکہ اللہ عزوجل نے اپنے فضل وکرم سے مومنوں کا حکم اپنے اوپر واجب کرلیا اور ظلم کو اپنے اوپر حرام کیا جیسا کہ کتاب وسنت اسی پر ناطق ہے کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ تمہارے رب نے اپنے نفس پر رحمت کو فرض کرلیا وکان حقا علینا نصر المومنین نصرت مومنوں کی ہمارے اوپر حق ہے، یاعبادی انی حرمت الظلم علی نفسیٓ جعلتہ بینکم محرما اے میرے بندو میں نے اپنے نفس پر ظلم کو حرام کردیا اور تمہارے درمیان بھی حرام گردانا اور یہ بات کہ بندے اللہ تعالی پر کوئی چیز واجب کریں یا حرام کریں یہ تما اہل سنت کے

نزدیک ممتنع ہے والحمدللہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ سیدالمرسلین والہ وصحبہ اجمعین برحمتک یاارحم الرحمین

سوال :۔ (۳) انصارمدینہ کا پیشہ پارچہ بافی تھا اس لئے ہر مسلمان جس کا پیشہ پارچہ بافی ہے انصار کہلایا جاسکتا ہے دہلی جیسے مرکزی شہر میں جہاں تقریبا ہندوستان کے ہر صوبے کے اورہر قوم کے افراد آباد ہیں اوراسی طرح پارچہ باف برادری کے افراد بھی ہندوستان کے مختلف حصہ سے آکرآباد ہوگئے ہیں، (بعض راجپوت ہیں اور بعض جاٹ وغیرہ ہیں بہت سے ہندوپارچہ بافوں کی اولادمیں سے ہیں جن کے آباواجداد کسی زمانے میں مسلمان ہوگئے تھے) اب سوال یہ ہے کہ کیا بغیر پورے ثبوت کے یہ لوگ اپنے تئیں انصار کہلواسکتے ہیں؟ اور من نسب الی غیر ابیہاورمن ادعی الی غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام وغیرہ احادیث کا کیا مطلب ہے **بینواتوجروا۔**

جواب :۔ (۳) جواب صحیح ہے بے شک جولوگ انصاری النسل سے نہیں ہیں ان کےلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے کوانصاری ظاہر کریں اوریہ دعوی کے ہندوستان کے تمام پارچہ باف انصاری ہیں، بلادلیل ہونے کی وجہ سے مردود ہے فقط واللہ اعلم :،

الجواب :۔ (۴) صحیح بلاشک وشعبہ نسب اور نسل کا بدلنا حرام ہے پارچہ بافی اسلام میں کوئی حقیر پیشہ نہیں نہ پارچہ بافوں کواسلام کوئی ذلت ہے سب انسان اسلام کے نزدیک ایک ہی باپ کے بیٹے ہیں قرآن نے نسلی امتیاز اورپیشوں کی شرافت کا گلاگھونٹ دیا ہے ایک اصلی سید کا ایک جوتی گانٹھے والے مسلمان کا اسلام میں ایک ہی حکم ہے ذات پات پر فخریہ جاہلیت کا کام ہے پھر کسی برادری کواپنا نصب نامہ گھڑنے کی کیا ضرورت؟ سوال میں جوحدیثیں ہیں ان کی بنا پر نسب بدلنا حرام ہے واللہ اعلم،

صورت مرقومہ ومسئولہ بالامیں واضح ولائح ہوکہ محض پارچہ بافی انصارمدینہ کی اولادہونے کی دلیل نہیں ہوسکتی جولوگ واقعی ان کی اولادمیں سے ہوں ان کے پاس اس کا ثبوت ہووہ البتہ اپنے آپ کوان کی طرف منسوب کرسکتے ہیں اورجن لوگوں کے پاس کوئی ثبوت نہیں محض پارچہ بافی کی بناء پراپنے آپ کوان کی اولادمیں محسوب کرتے ہیں یہ ان کی ڈبل غلطی ہے جوشرعا ہرگزجائز نہیں فقط حررہ العاجز: حررہ العاجزابومحمد عبدالستار غفرلہ الغفار

اس نسب نامہ کے گھڑنے کی وجہ دراصل ان مسلمانوں کی تعصب پرستی ہے جوہندوں کی صحبت میں رہاکربالکل ہندوہی بن چکے ہیں، جن کی نظر میں داعی اسلام کے اس فرمان لافضل لعربی علی العجمی کے ہوتے ہوئے بھی کسی سید کی شادی کسی دھوبی سقہ جلاہے وغیرہ سے نہیں ہوسکتی دہلی کے ان نوجوانوں کواپنے ڈاکٹری وغیرہ پیشوں کو چلانا تھا مسلمانوں میں حقارت کے خوف سے انہوں نےاپنے نسب نامہ بدلے بہرحال ان مومن حضرات کواپنا نسب نامہ نہیں بدلنا چاہئے کیونکہ یہ فعل شرعاگناہ ہے، واللہ اعلم: ابوالقاسم ایم اے رزاق منزل لال دروازہ دہلی۔ اخبارمحمدی دہلی جلد نمبر۱۸ اش نمبر۲۴

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمائے حدیث

جلد10ص 221-246

محدث فتویٰ